ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

"DR. MUHAMMAD ALLAMA IQBAL AND THE EMINENT FIGURES OF KASHMIR"

ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ اور مشاہیر کشمیر

Dr. Farida Anjum
Dr. Majid Ali
Muhammad Usman Hafeez
Dr. Mahreen Latif

Abstract:

Kashmir is a piece of Paradise on the earth and rich in the bounties of nature. This land has given the birth to renowned heroes of knowledge, wisdom and bravery. Dr. Muhammad Allama Iqbal was a great figure of Islamic World of the 20th Century. He was Kashmiri Brahman and Sapru by cast. He was very proud of his Kashmiri ancestry. Iqbal played a vital role in the freedom struggle of Kashmir. Iqbal was inspired by eminent personalities of Kashmir. Iqbal has praised Shahab-ud-Din'sbravery, courage, justice because ruler like Shahab-ud-Din will never reborn in Kashmir. Ghani Kashmiri was the great poet of Persian in Kashmir. He was a mystic and a solitary man. Muhammad Din Fauq was a scholarly and literary figure in Kashmir. He was Iqbal's contemporaries and compatriots. Iqbal awarded him the title of Mujaddid ul Kashamrah. Ghulam Ahmad Mahjoor is the national poet of Kashmir. Mahjoor's words reflect Iqbal's thoughts and messages. He is the Iqbal of Kashmir and patriotic poet. Abdul Ahad Azad is the eminent poet of Kashmir. He is the poet of revolution and humanity in Kashmir. Azad tought love, unity and mutual unity through his words. Iqbal considered all these personalities for the implementation of his dreams in the Kashmir.

Key Words:

Kashmir, Paradise, Dr. Muhammad Iqbal, Brahman, sapru, eminent, Shahab- ud- Din, Ghani Kashmiri, Persian, Fauq, Kashamrah, patriotic, Azad.

کشمیر کرہ ارض پر نہایت حسین خطہ ہے۔اسے قدرت نے اپنے ہاتھوں سے انسان کے لئے چھوٹی سی جنت بنایا ہے۔اسی لئے وادی کشمیر کو"جنت نظیر" کہا جاتا ہے۔ کشمیر کا چپہ چپہ دامن گیر اور دلآویز ہے۔اسے دیوی دیوتاوں کی سرزمین بھی گردانا جاتا ہے۔یہ خطہ ندی نالوں، جھیلوں، آبشاروں اور جھرنوں سے بھرا پڑا ہے۔ چشموں، جھرنوں اور تالابوں کے گرد درخت خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ڈاکٹر عبد الاحد لکھتے ہیں:

> Kashmir was increasingly a promising land endow with ample nature resources, water bodies , minerals and orchard :God given ,gifts that were captivatingly magnetic enough toattaract all and sundry towards the region.(1)

کشمیر کا حسن شاعر کی خیالی تصویر سے بھی زیادہ حسین اور پردازِ خیال سے بھی بلند ہے۔کس کو اس لالہ گل کی جنت میں سدا رہنے کی آرزو نہ ہو گی اسی لئے زمانہ قدیم سے ہی خطہ کشمیر ملکی و غیر ملکی لوگوں کی نظر کا محور و مرکز رہا ہے۔کچھ لوگوں نے تو مرنے کے بعد یہاں پر ہی دفن ہونے کی خواہش کی ہے۔طالب آملی کا شمار کشمیر کے صفِ اول کے فارسی شعرا میں ہوتا ہے۔جہانگیر نے انھیں ملک الشعرا کے خطاب سے نوازا تھا۔وہ لکھتے ہیں:

> جی چاہتا ہے ہو مرا مسکن نسیم باغ مر جایئے تو ڈل کے کنارے مزار ہو سو جایئے چنار کا سینے پہ رکھ کے ہاتھ مدفن دل تپان کا.
>
> جو زیرِ چنار ہو (2)

سرزمینِ کشمیر اپنے حسن اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اپنی الگ تہذیب و تمدن، تاریخ، ثقافت اور زبان رکھتی ہے۔یہ ریاست اولیاء کرام اور صوفیائے عظام کا مسکن اور اسلامی تہذیب کا گہوارہ ہے اور اپنے مخصوص تمدن، روایات، زبان، شعر و ادب اور جمالیاتی فنون کی علامت کے طور پر دنیا میں ایک خاص تشخص کی مالک ہے۔اس مردم خیز زمین سے بڑے بڑے ہنر مند، تخلیق کار، علم و حکمت کے ماہر حتیٰ کہ عظیم شہہ زور اٹھے ہیں۔ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ بیسویں صدی کی اسلامی دنیا کی عظیم شخصیت، کشمیری

الاصل تھے۔ آپ جتنے بڑے شاعر اور فلسفی ہیں اتنے ہی بڑے سیاسی رہنما بھی ہیں۔ کشمیر کو آپؒ پر فخر ہے کیونکہ آپؒ کا خمیر اسی سرزمین سے اٹھا ہے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی لکھتے ہیں :

ان پر کشمیر کو بھی ناز ہے کہ اس مغنی آتش کا تن اسی کے خیابان کا گل تھا۔ (3)

علامہ اقبال کا وطن کشمیر ہے اور اقبال خود کو اس جنت کشمیر کا ایک پھول کہہ کر پکارتے ہیں۔ ان کے دل و ذہن میں کشمیر اور اہلِ کشمیر کے لیے بے پناہ محبت، تڑپ اور قدر تھی۔ جس اندازِ فکر اور طرزِ عمل سے انھوں نے اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کیا ہے۔ اس کا اندازہ ایک غریب الدیار، محب الوطن اور قومی درد رکھنے والا انسان ہی کر سکتا ہے۔ اقبالؒ کے کلام میں بلاغتِ نظام اور سیاسی افکار و اعمال میں کشمیر اور کشمیریوں کے بارے میں جو ارشادات ملتے ہیں اس کی بنیادی وجہ خود اقبال یوں بیان کرتے ہیں:

تنم گلے ز خیابان جنتِ کشمیر

دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است

ترجمہ: میرا تن جنت کشمیر کے گلزار کا ایک پھول ہے۔ جبکہ میرا دل حریم حجاز سے اور میری نوا شیراز سے ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے جدِ امجد شیخ صالح محمد عرف بابا لول حج چار سو سال قبل جنوبی کشمیر میں شیخ العالم حضرت شیخ نورالدین نورانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔ بابا لول حج قبولِ اسلام سے پہلے برہمن ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی ذات سپرو تھی۔ آپؒ بارہ سال تک سیاحت کے سلسلہ میں کشمیر سے باہر رہے۔ جب وہ کشمیر واپس آئے تو غیبی اشارہ پا کر وہ شیخ العالم کے چوتھے خلیفہ حضرت نصرالدینؒ کے مرید ہو گئے اور ان سے خلافت پائی۔ روحانیت کا یہ سلسلہ آپ کے بعد بھی نسل در نسل چلتا رہا۔ (4) علامہؒ کے آباواجداد برہمن تھے۔ کشمیری برہمنوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ علم وفضیلت اور عقل و دانش کی بدولت دنیا کا ذہین ترین طبقہ گردانا جاتا ہے۔

ریاست جموں وکشمیر میں ہندو حکومت کا انحصار انہی برہمنوں پر تھا۔ کشمیری برہمن حکومت کا اہم ستون تھے۔ امورِ حکومت میں برہمنوں سے مشاورت کی جاتی تھی۔ کشمیری برہمنوں کو عام طور پر پنڈت کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے آباواجداد اسی برہمن طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ (5) علامہ اقبالؒ کو اپنے کشمیری نسب پر بڑا فخر رہا۔ وہ زبورِ عجم میں فرماتے ہیں:

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمی بینی

برہمن زادہ، رمز آشنائے روم و تبریز است

ترجمہ: مجھے دیکھو کیونکہ مجھ سا کوئی دوسرا تم ہندوستان میں نہیں دیکھو گے کہ ایک برہمن زادہ روم وتبریز کے اسرار و رموز سے واقف ہے۔

علامہ اقبالؒ کو اپنے برہمن زادہ ہونے پر ناز ہے وہ "فلسفہ زدہ پیرزادے کے نام" میں فرماتے ہیں:

میں اصل کا سومناتی آبا مرے لاتی و مناتی

تو سید ہاشمی کی اولاد میری کف خاک برہمن زاد

ہے فلسفہ میرے آب و گل میں پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں

آپؒ نے زمانہ طالبعلمی سے ہی کشمیر کو موضوع سخن بنا لیا تھا۔ یہ جوش، تڑپ، درد اور امنگ کا جذبہ عمر کے ساتھ ساتھ مختلف صورتوں میں بڑھتا گیا۔ چنانچہ جب وہ دیارِ غیر میں اپنے کسی غریب الدیار کشمیری سے ملتے ہیں تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:

کہکشاں میں آ کے اختر مل گئے! اک لڑی میں آ کے گوہر مل گئے

واہ واہ کیا محفل احباب ہے! ہم وطن غریب میں آ کر مل گئے

اقبالؒ محدود وطنیت یا قومیت کے قائل نہیں بلکہ ان کا اندازِ فکر عالمی واجتمائی ہے۔ ان کے دل میں کشمیر اور اپنے تباہ حال ہم وطنوں کے لئے درد اور کرب ان کے اشعار میں ملتا ہے۔ وطن سے دوری اور جدائی پر اپنے خیالات کا اظہار علامہ اقبالؒ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور
یانافہ ءغزال ہوا ہے ختن سے دور
ہندوستان میں آئے ہیں کشمیر چھوڑ کر
بلبل نے آشیانہ بنایا چمن سے دور(6)

ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کو ساری دنیا ایک عظیم شاعر اور فلسفی کی حیثیت سے جانتی ہے۔اقبالؒ اپنے فن اور اندازِ فکر کے اعتبار سے ایک عہد آفرین شاعر اور مفکر تھے۔ان کی عظمت اور شہرت صرف ہندوستان تک محدود نہیں تھی بلکہ وہ تمام عالمِ انسانیت کے شاعر اور خیر خواہ تھے۔اس لئے ان کی شاعری اور شخصیت کو جغرافیہ کے قید خانوں میں محبوس نہیں کیا جا سکتا ہے۔وہ ساری دنیا کی میراث ہیں اور ان پر ساری دنیا کا حق ہے۔لیکن ان کی ذات پر کشمیر کے حق کو فائق اور افضل سمجھا جا سکتا ہے۔صرف اس لیے نہیں کہ ان کے آباواجداد کا تعلق کشمیر سے تھا اور انھوں نے اپنے کشمیری نژاد ہونے پر فخر کیا بلکہ اس لیے وہ کشمیر کے سچے عاشق، اہلِ کشمیر کے سچے دوست، ہمدرد، ان کی آزادی کے بہت بڑے علمبردار، ان کی غریبی اور غلامی کے ماتم گسار اور مطلق العنانیت کے خلاف جدوجہد میں کشمیریوں کے شریکِ کار تھے۔

علامہ اقبالؒ کا کشمیر اور اہلِ کشمیر سے لگاؤ اور خلوص، ان کا فطری جذبہ تھا۔عمر بھر جو دکھ اور غم آپ کو خارِ پیرھن بن کر بیقرار رکھتا رہا وہ انہی کشمیریوں کی پامالی، غلامی اور بے بسی کا رنج تھا۔(7)علامہ اقبالؒ کشمیری عوام کی بہادری اور بلند حوصلہ کے بھی معترف تھے جو پے در پے غلامی کے باوجود استعماری قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے تھے۔اقبالؒ بہت سے مشاہیر کشمیر سے متاثر تھے۔خاص طور پر وہ کشمیری جنھوں نے تلوار اور قلم کے زور پر کشمیر اور اہلِ کشمیر کے لیے بہت کچھ کیا اور ان کی تقدیر بدلنے کے لیے کوششیں کیں۔شہاب الدین غازی، غنی کشمیری، محمد الدین فوق، غلام احمد مہجور اور عبد الاحد آزاد جیسی کشمیری شخصیات علامہ اقبالؒ کی پسندیدہ اور محبوب تھیں۔علامہ اقبال ایسے کرداروں کے تذکرہ جمیل سے دلِ مسلم میں تمنا پیدا کرتے تھے۔

کشمیر کے تابناک ماضی کی شخصیت، جس سے اقبال متاثر ہیں وہ سلاطینِ کشمیر سے تعلق رکھنے والا اولوالعزم حکمران ،شہاب الدین غازی کشمیری(1356ء تا1374ء)ابنِ شمس الدین ہے۔شہاب الدین، شاہمیری خاندان کا ایک جگمگاتا ہوا ستارہ تھا۔علامہ اقبالؒ کے خیال میں وادی کشمیر کے پر کیف نظاروں کو تباہ و برباد کرنے سے اگر کوئی روک سکتا ہے تو وہ شہاب الدین غازی ہے۔(8)وہ ایک عظیم مجاہد اور بہادر انسان تھا۔اس نے عسکری اعتبار سے کشمیر کو اوج از بام تک پہنچایا۔اردگرد کی مملکتوں میں سلطان کی بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔کلیم اختر لکھتے ہیں:

> شہاب الدین کی جرات وشجاعت سے ریاست کی جغرافیائی حدود میں بے پناہ اضافہ اور توسیع ہوئی اور اس کی سرحدیں تبت اور کابل کو چھونے لگیں۔(9)

سلطان کے عہد میں پشاور، سندھ ،پنجاب، اوہند، گندھارا، کاشغر، کابل، بدخشاں، گلگت بلتستان، تبت لداخ، کانگڑہ اور کئی علاقے اس کی راجدھانی میں شامل تھے۔وہ ہر وقت مہم جوئی پر رہتا تھا۔جس دن وہ کوئی علاقہ فتح نہیں کرتا تھا وہ اس دن کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرتا تھا۔ہندو مورخ جون راج کا کہنا ہے کہ سلطان کو آہو چشم عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔شراب سے نفرت کرتا تھا اور چاند کی چاندنی بھی اسے نہ بھاتی تھی۔سلطان کو بس اپنی فوجوں کی پیش قدمی سے محبت تھی۔(10)تاریخِ کشمیر میں شہاب الدین کا وہی مقام ہے جو ہندو دورِ حکومت میں للتا دتیہ مکتاپیڈ کا ہے۔علامہ اقبالؒ نے سلطان کی بہادری، جرات آفرینی اور عدل پروری کی بھی تعریف کی ہے۔" جاوید نامہ "میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

عمرہا گل رخت بربست وکشاد
خاکِ ما دیگر شہاب الدین نزاد

ترجمہ: صدیوں سے پھول کھلتے اور مرجھاتے رہے لیکن ہماری خاک سے کوئی دوسرا سلطان شہاب الدین پیدا نہ ہوا۔

سلطان شہاب الدین نے کشمیر میں ہر میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔اس کے دور میں کشمیر سیاسی طور پر مستحکم ہوا۔ثقافتِ کشمیر کو محفوظ کیا گیا۔تعلیم کی طرف توجہ دی اور کئی درسگاہیں بنوائیں۔کشمیر میں تعمیرات کی طرف بھی توجہ دی۔سلطان جیسا عادل اور بہادر جرنیل صحیح معنوں میں کشمیر کا اثاثہ تھا۔سلطان شہاب الدین اپنی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اعلیٰ صفات کی بدولت علامہ محمد اقبال کے نزدیک انتہائی معتبر تھا۔ اقبالؒ کے مطابق اگر کشمیر میں ایسے جرنیل حکمران دوبارہ پیدا ہو جائیں تو کشمیر پھر سے دنیا کے نقشے پر آزاد مملکت کی حیثیت سے اُبھر سکتا ہے۔ کشمیریوں کے متعلق اقبالؒ فرماتے ہیں:

زیرک ودراک وخوش گل ملتے است

درجہاں تردستی اُو آیتے است

ترجمہ: کشمیری ایک ذہین، ہوشیار اور حسین قوم ہے دنیا میں اس کا ہنر معجزہ سے کم نہیں۔

علامہ اقبالؒ نے شہاب الدین کی عظمت ورفعت کو نہ صرف سراہا ہے بلکہ کشمیریوں کو اس عظیم مجاہد اور مردِ مسلمان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ غنی کشمیری(1621ء تا1660ء)کا پورانام محمد طاہر تھا۔ وہ کشمیر میں پائے جانے والے اڑھائی سو فارسی گو شعراء کا سرخیل تھا۔ علامہ اقبالؒ غنی کشمیری کی شخصیت اور بے داغ کردار سے بہت متاثر تھے۔ آپ کشمیر کے عشائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو سید علی ہمدانی کے ہمراہ بخارا سے کشمیر آئے تھے۔ غنی کا دیوان فارسی شاعری کا لازوال شاہکار ہے جس نے کشمیر کی حدیں پار کیں اور ہندوستان سے ہوتا ہوا ایران تک جا پہنچا اور ایرانی استادانِ فن سے اپنے کمالات کا اعتراف کروایا۔ فارسی زبان کی شاعری میں بہت انقلاب آئے مگر غنی کشمیری کی زبان وشاعری کو اس انقلاب کی ہوا سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ سالہا سال گزر جانے کے باوجود بھی غنی کشمیری کی شاعری اور کلام پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکا۔(12) آپ کی شاعرانہ عظمت کے چرچے اس وادی گل پوش سے باہر تک پھیل چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے پاس ملکی وغیر ملکی شعراء کا جمِ غفیر لگا رہتا تھا۔ سلیم طہرانی، قدسی، مشہدی، کلیم، ہمدانی، صائب اصفہانی اور غنی کشمیری بہت عرصہ تک کشمیر میں ہمدم اور ہم قلم رہے۔

غنی کشمیری صوفی منش اور خلوت نشین انسان تھے۔ انھوں نے جاہ ومنصب اور مال ودولت کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ کسی امیر یا وزیر اور کسی دولت مند سے کبھی کوئی انعام وصلہ طلب نہیں کیا تھا۔ آپ نے کبھی حاکمِ وقت، بادشاہ یا سلطان کے دربار میں بھی رسائی نہیں رکھی تھی۔ غنی کشمیری نے نہایت غربت وافلاس، آزادی اور خودداری کی زندگی گزاری تھی۔(13) ان کی غیرت، حمیت اور شانِ استغنا نے انھیں کبھی حکمران یا حاکم کے پاس نہیں جانے دیا۔ غنی کشمیری کے دور میں مغل حکمران اورنگزیب کی حکومت تھی۔ اورنگ زیب نے اپنے صوبیدار سیف خان کے ذریعے غنی کو دربار میں میں حاضری کو پیغام بھیجا مگر غنی نے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ غنی پاگل ہو گیا ہے وہ حاضر نہیں ہو سکتا۔ سیف خان نے کہا کہ وہ ایک اچھے بھلے عقلمند انسان کو پاگل کیسے کہہ سکتا ہے۔ اس پر غنی اپنے کپڑے پھاڑ کر سیف خان کے دربار سے باہر نکل آئے۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ہی غنی کشمیری کا انتقال ہو گیا۔ وہ جب تک زندہ رہے خودداری اور حمیت کا پیکر بن کر زندہ رہے۔ جی ایم ڈی صوفی بیان کرتے ہیں:

Mulla Tahir Ghani throughout his lifenever waited on a prince,not wrotea single qasida in the praise of anynobleman or king.(14)

غنی کشمیری ایک بے نیاز قسم کا انسان تھا۔ سرینگر کے محلہ عالی کدل میں ایک چھوٹی سی کٹیا میں رہتا تھا۔ جب کٹیا میں ہوتا تو اندر سے کنڈی لگا لیتا تھا۔ جب باہر جاتا تو دروازہ کھلا چھوڑ جاتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو غنی نے جواب دیا کہ کٹیا کی اصل قیمتی چیز تو میں ہوں۔ جب میں ہی چلا جاتا ہوں تو کٹیا میں باقی کیا رہ جاتا ہے؟ غنی کشمیری فقہ اسلامی کی بہترین اقدار پر دل وجان سے عمل پیرا ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے۔ علامہ اقبالؒ کو غنی کشمیری کی یہی شانِ قلندری پسند آئی تھی کہ غنی نے عیش وعشرت اور جاہ وجلال سے سمجھوتہ کرنے کی بجائے اپنی علمی ودینی بصیرت کو لوگوں میں عام کیا۔(15) یہی غنی کشمیری کی ذات کی بڑائی اور فضیلت تھی۔ اقبالؒ اس لیے بھی غنی کشمیری سے متاثر تھے کہ وہ انسانی آزادی اور حریت وفکر کا نڈر ترجمان تھا۔ غنی کو اپنے وطن کشمیر سے بہت محبت تھی۔ وطن سے دوری اس کی جان پر گراں گزرتی تھی۔ اسی وجہ اقبال نے اپنے کلام میں جابجا غنی کشمیری کی عظیم شخصیت، شاعرانہ فضیلت اور حمیت کا ذکر کیا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے "بانگِ درا" میں اپنی نظم "خطاب بہ نوجوانانِ اسلام" میں مسلمانوں کی پوری تاریخ کا لبِ لباب بیان کر دیا ہے۔ اس نظم کا آخری شعر غنی کشمیری کے لیے ہے:

غنی روزِ سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن

کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشم زلیخارا

ترجمہ: اے غنی پیر کنعان (حضرت یعقوب) کی بد قسمتی کو تو دیکھ کہ اس کا نور نظر چشم زلیخا کو روشن کر رہا ہے۔

غنی کشمیری کا سب سے بڑا غم کشمیریوں کی غلامی اور زبوں حالی تھی۔ وہ ان کی آزادی اور خوشحالی کا متمنیٰ تھے۔ اگرچہ اس وقت اہلِ کشمیر تو وہ خاکستر ہیں مگر غنی کے دل میں کشمیر کی محبت اور آزادی کا جذبہ موجزن ہے۔ اس جذبے نے غنی کے وجود کو اخگرِ پنہاں کی طرح سر گرمِ عمل رکھا ہے۔ اسی وجہ سے اقبالؒ نے غنی کشمیری کو "سخن گوئے بلبل صغیر" کہا ہے۔

علامہ اقبالؒ پہلی اور آخری مرتبہ 1921ء میں کشمیر گئے۔ آپؒ نے کشمیر کے عنوان سے "پیامِ مشرق" میں تین مایہ ناز نظمیں ساقی نامہ، کشمیر اور غنی کشمیری لکھیں۔ آپؒ نے "ساقی نامہ" میں مسلمانوں کی حالت کے بارے میں دوسری میں "کشمیر" اور تیسری نظم "غنی کشمیری" میں غنی کشمیری کی شاعری کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اقبالؒ غنی کی شخصیت اور شاعری دونوں سے متاثر تھے۔ غنی کشمیری کے حوالے سے اقبالؒ کا کہنا ہے کہ کشمیریوں کو غنی کی مانند اپنے اندر غیرت و حمیت پیدا کرنی چاہیے۔ اسی صورت میں وہ غلامی کے شکنجے سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔ دراصل اقبالؒ خود بھی غنی کشمیری کی طرح حریتِ فکر اور عروج کے حامی تھے۔ اقبالؒ کے تصورِ وطن کے تناظر میں سارا جہان ان کا گھر ہے جس میں ملکوں اور صوبوں کی حیثیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اقبالؒ فرماتے ہیں:

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

ترجمہ: ہر ملک ہمارا ملک ہے، اس لیے کہ وہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔ (17)

علامہ اقبالؒ نے اسی وجہ دنیا بھر سے وہ نایاب جواہر تلاش کئے جنھوں نے انسانیت کے عروج اور آزادی کا پھریرہ اڑایا تھا۔ غنی کشمیری بھی ان میں سے ایک قیمتی جوہر تھے۔ اقبالؒ جب مولانا روم کے ہمراہ "جاوید نامہ" میں آں سوئے افلاک جاتے ہیں تو آپؒ کی ملاقات امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور ملا طاہر غنی سے ہوتی ہے۔ وہاں ایک صدا علامہؒ کی سماعت میں آتی ہے۔ علامہؒ کے استفسار پر مولانا روم بتاتے ہیں کہ غنی کشمیری اپنے وطن کے لوگوں کی حالتِ زار پر تڑپ رہا ہے اور سید علی ہمدانی سے درخواست کر رہا ہے کہ وہ میرے وطن اور اس کے لوگوں پر نظر کرم فرمادیں تاکہ ان کی تقدیر بدل جائے۔ غنی کشمیری کی انفرادیت، کردار کی عظمت، وطن سے محبت اور خودداری جیسی صفات ایسے انسانوں میں پیدا ہوتی ہیں جن کے دل خوفِ خدا سے معمور ہوں اور ان کے لیے دنیاوی جاہ طلب اور عیش و عشرت بے معنی ہوں۔ (18)

غنی کشمیری، اقبالؒ کے مردِ درویش اور مردِ حر تھے۔ اہلِ کشمیر کو عزت اور حریت کے ساتھ جینے کا درس بھی غنی نے دیا تھا۔ وہ انقلاب اور بغاوت کا داعی تھا۔ کشمیر کے کوچہ شعر و سخن میں سب سے پہلا انقلاب غنی نے ہی بلند کیا تھا۔ سماج کی ناہمواریوں اور نظام کی قباحتوں کو دیکھ کر وہ گوشہ نشین ہو گیا۔ اسلامیانِ کشمیر کے ماضی سے پردہ اٹھا کر غلامی کے خلاف ان کے دلوں میں حرارتِ عمل کے انگارے دہکا تا رہا۔

علامہ اقبالؒ زندگی، امید اور روشنی کے شاعر ہیں اور یہی صفات غنی کی شاعری میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ نظر و فکر کی یہی یکسانیت اقبالؒ کو بھا گئی اور غنی کی سیر تو کردار میں اقبالؒ کو وہ انسان نظر آ گیا جس کو اقبالؒ انسانوں کی رہنمائی و رہبری کا منتہا سمجھتے تھے۔ غنی کشمیری نے ایک غیور کشمیری کی طرح زندگی کی تلخیوں کا زہر پیا اور کشمیریوں کو بتایا کہ زندگی اس طرح بھی گزاری جاتی ہے۔ علامہ اقبالؒ کی طرح
غنی کشمیری کا پیغام بھی یہی ہے:

حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

ترجمہ: دائمی زندگی جدوجہد میں مضمر ہے۔

علامہ اقبالؒ، غنی کشمیری کی شخصیت، کردار اور فن سے زبردست متاثر تھے۔ آپؒ نے جابجا اپنے کلام میں غنی کشمیری کے اشعار کو استعمال کیا ہے۔ "جاوید نامہ" میں علامہ اقبالؒ نے غنی کشمیری کی زبان سے اہلِ کشمیر کو انقلاب کا پیغام دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ کشمیر کی جس علمی و ادبی شخصیت سے متاثر ہیں وہ محمد دین فوقؔ ہیں۔ معدن کشمیر سے نکل کر بیش بہا ثابت ہونے والے جن درخشندہ علمی و ادبی جواہرات پر علامہؒ کی نظر ہے ان میں سے ایک قیمتی جوہر فوق کی ہستی ہے۔ کشمیر الاصل محمد دین فوق ایک خاص قدر و قیمت کے مالک ہیں۔ "جاوید نامہ" میں نظم "زندہ رود" میں علامہؒ فرماتے ہیں:

اصل شان از خاک دامن گیر ماست

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.1.2025

مطلع ایں اختراں کشمیر ماست

ترجمہ: جو خاک ہم اپنے دامن میں رکھتے ہیں ان کی اصل اسی سے ہے۔ ان ستاروں کا مطلع ہمارے کشمیر سے ہے۔(19)

فوق، علامہ اقبالؒ ہی کے ہم وطن، ہم نسل، مورخ، شاعر اور ادیب ہیں اور خصوصاً ہمراز بھی ہیں۔ اقبالؒ کو متعارف کروانے والے یہی فوق تھے۔ ان کی چشمِ بصیرت نے دیکھ لیا تھا کہ طالبعلم محمد اقبال آنے والے وقتوں میں "علامہ اقبالؒ" بن کر مفکرِ اسلام کہلائے گا۔ فوق کشمیری مہاجر تھے اور سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ 1896ء میں فوق اور اقبالؒ کی ملاقات لاہور میں بھاٹی دروازہ بازار حکیماں کی انجمن مشاعرہ میں ہوئی۔ فوق نے اپنا کلام پڑھا۔ یہاں دونوں میں ایسی دوستی ہوئی جو تاحیات قائم رہی۔ بعد میں فوق شاعر سے بڑھ کر ایک ادیب، مورخ اور اخبار نویس کی حیثیت سے زیادہ نمایاں ہوئے۔ لاہور میں قائم انجمن کشمیری مسلمانان کے اجلاسوں میں فوق بہت سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ اقبالؒ بھی ان مجالس میں شرکت کرتے تھے۔(20) فوق نے 1896ء میں لاہور میں پیسہ اخبار میں ملازمت اختیار کی۔ 1901ء میں اپنا ہفتہ وار اخبار پنجہ فولاد اور 1906ء میں کشمیری میگزین جاری کیا۔ اس کشمیری میگزین کی بدولت مختلف موضوعات پر تبصرے اور شذروں کے علاوہ خاص طور پر کشمیر کے متعلق مقالات، مضامین اور خبریں بھی شائع ہوتی تھیں۔ فوق کی انتھک محنت و کوشش ہی تھی کہ ہندوستان کے لوگ کشمیر کے حالات سے اگاہی حاصل کر کے خود کو جذباتی طور پر کشمیر اور کشمیریوں کے قریب محسوس کرنے لگے تھے۔ اسی میگزین

میں علامہؒ کا مضمون ولایتی چھٹی شائع ہوا۔ اس طرح یہ رسالہ بھی اقبالؒ کی فکر و تخلیق کا ترجمان بن گیا۔ علامہ اقبالؒ نے ان اخبارات و جرائد میں فوق کو فخرِ قوم وملت کہا ہے۔ آپؒ نے فوق کی صحافتی اور کشمیری تصانیف کو ہمیشہ پسند کیا اور اپنی قیمتی رائے بھی دیتے تھے۔ آپؒ نے فوق کو مجدد الکشامرہ کے خطاب سے نوازا تھا۔(21)

کشامرہ سے مراد وادی کے لوگ تھے اور ان کی بہت ساری رسومات اصلاح طلب تھیں۔ علامہؒ کشمیریوں کی سیاسی بیداری، جرات رندانہ اور بیباکی کی راہ میں ان رسومات کو رکاوٹ سمجھتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے جون 1917ء کو لاہور سے فوق کو خط لکھا، جس کا متن یوں تھا:

کشمیر اور اہلِ کشمیر پر مختلف کتابیں لکھ کر آپ نے مسلمانوں پر اور ان کے لٹریچر پر احسان کیا ہے البتہ کشامرہ کی قبر پرستی ایک ایسا مضمون ہے جس پر جہاں تک معلوم ہے آپ نے اب تک کچھ نہیں لکھا۔ اس طرف سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔(22)

اقبالؒ اور فوق دونوں اپنے وقت کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ لاہور میں انجمنِ اتحاد کے زیرِ اہتمام ہفتہ وار مشاعرے منعقد ہوتے تھے۔ اقبالؒ اور فوق دونوں ان میں شرکت کیا کرتے تھے۔ فوق نے جب اپنا پہلا اخبار پنجہ ء فولاد نکالا تو علامہؒ نے فوق کی صلاحیتوں کی داد دیتے ہوئے فرمایا:

نام ہے اس کا محمد الدین فوق عمر چھوٹی ہے مگر ہشیار ہے
شوق ہے مضمون نویسی کا اسے طبع گویا ابر گوہر بار ہے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبالؒ اس سرزمین کے لاکھوں انسانوں کی تعلیمی واخلاقی پستی کو دور کرنے اور ان لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے والوں کی خدمات کو پسند کرتے ہیں۔

محمد الدین فوق صحافت کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی پیش پیش تھے۔ وہ اعلیٰ پایہ کے مورخ اور وقائع نگار بھی تھے۔ فوق نے کشمیر اور اہلِ کشمیر کے بارے میں مشاہیرِ کشمیر، تاریخِ اقوامِ کشمیر، شبابِ کشمیر، مکمل تاریخِ کشمیر، خواتینِ کشمیر اور تاریخِ اقوامِ پونچھ جیسی تاریخی کتب تصنیف کیں ہیں۔ عصرِ جدید میں اگر فوق مرحوم کی کاوشِ فکر کا نچوڑ اور ادبی کوششوں کی شاہکار تصانیف موجود نہ ہوتیں تو کشمیریوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو اپنی تاریخ سمجھنے میں خاصی دشواری ہوتی۔

فوق چھ ماہ لاہور اور چھ ماہ کشمیر میں رہتے تھے۔ اس لیے فوق اور اقبالؒ میں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ فوق، علامہؒ کو ملی امور میں دلچسپی لینے پر مائل کرتے تھے۔ فوق اپنے اخباروں میں علامہؒ کا کلام اور حالاتِ زندگی پر مضامین شائع کرتے تھے۔ اقبالؒ اس پر فوق کے ممنون تھے۔ دونوں کے مابین خط وکتابت بھی خوب ہوتی تھی۔ علامہ اقبالؒ کشمیریوں کی انفرادی و اجتمائی غلامی و محکومی پر نہ صرف آنسو بہاتے تھے بلکہ وہ ان کو غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور زندہ رہنے کے لیے عمل کا درس بھی دیتے تھے۔ علامہ اقبالؒ چاہتے تھے کہ کشمیری قوم آزاد ہو کر اپنی فطری صلاحیتوں اور خداداد قابلیت کا مظاہرہ کرے۔ اس اعتبار سے اقبالؒ کے فوق کے نام خطوط بہت توجہ اور اہمیت کے حامل ہیں۔ اس سلسلہ میں کشمیری الاصل منشی محمد دین فوق کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ علامہ اقبالؒ نے سب سے زیادہ لگ بھگ تیس خطوط فوق کو لکھے اور فوق کی قلمی کاوشوں کو

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سراہا۔ علامہؒ، فوق کوڈیر فوق صاحب، برادرِ مکرم و معظم اور مکرم بندہ جیسے القابات سے مخاطب کرتے تھے۔(23)علامہ اقبالؒ نے فوق کے نام جو خطوط لکھے ہیں ان میں علامہؒ نے فوق کی ان علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کیا جو فوق نے کشمیریوں کی بیداری کے لیے کیں۔ اقبالؒ نے فوق کو ہندوستان میں کشمیری مجلس قائم کرنے کی ترغیب دی کیونکہ اقبالؒ افراد میں اتحاد و یگانگت کی صورت پیدا کرنے اور قومی حقوق کی حفاظت و توسیع کے لیے اس مجلس کا قیام ضروری سمجھتے تھے۔ بعد میں یہ مجلس مسلم کانفرنس میں بدل گئی اور فوق اس کے جوائنٹ سیکرٹری بن گئے۔(24) کشمیر کانفرنس کے بطن سے 1931ء میں کشمیر کمیٹی نے جنم لیا اور اقبالؒ اس کے صدر بنے۔ جس نے آگے چل کر کشمیر میں آزادی کی تحریک میں کلیدی کردار ادا کیا اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس اور شیخ عبداللہ سے اپنا رابطہ استوار کیا۔

سیاست ہو یا صحافت، شاعری ہو یا تاریخ، کشمیر ہو یا اہلِ کشمیر، سب فوق کا خاص موضوع رہے۔ حالات و واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فوق کی کوششوں نے کشمیریوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لیے صورِ اسرافیل کا کام کیا۔ علامہ اقبالؒ کی طرح فوق بھی اپنی قوم کی بے حسی اور خفتگی سے نالاں نہیں ہیں۔ فوق نے کشمیر کے تابناک مستقبل کی پیش گوئی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

ہاں نہ گھبرا رحمت مہرباں ہو جائے گی
جنت کشمیر اک دن پھر جواں ہو جائے گی

اقبالؒ کی شخصیت اور فن نے کشمیری زبان کے جن شعراء کرام کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں پیرزادہ غلام احمد مہجور سرِ فہرست ہے۔ مہجور کشمیری شاعری کے چوتھے دور کا امام اور جدید دور کا نقیب مانا جاتا ہے۔ مہجور کشمیری شعر کے میدان میں تحریکِ آزادی کا پہلا سپاہی ہے۔ جب ملک میں انقلاب آیا تو مہجور نے خود کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیا تھا اور عصرِ جدید کے تقاضوں سے فیض یاب ہو کر آزادی کے کارواں کا جانثار سپاہی بن گیا تھا۔(25) مہجور ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے سرینگر اور اس کے بعد امرتسر چلے گئے۔

1908ء میں کشمیر واپس آکر محکمہ مال میں ملازمت اختیار کی۔ اردو زبان کے مشہور شاعر چوھدری خوشی محمد جو اقبالؒ کے مداح تھے، ان کی سرپرستی میں مہجور کا ادب ذوق نکھرتا چلا گیا۔ مہجور کو جوانی میں ہی مولانا شبلی نعمانی، محمد دین فوق اور علامہ اقبالؒ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مہجور چونکہ اقبالؒ سے بہت متاثر تھے اس لیے ان کے کلام میں فکر و پیغام اقبال کی جھلک ملتی ہے۔(26)یوں بھی شاعرِ کشمیر غلام احمد مہجور، اقبالؒ کے حلقہء سخن سے بہت متاثر تھے اسی وجہ مہجور کو اقبالِ کشمیر بھی کہا جاتا ہے۔

مہجور نے ابتداء میں اردو اور فارسی میں شاعری کی مگر بعد میں علامہؒ کے مشورہ پر اپنی مادری زبان کشمیری کی طرف مائل ہو گئے اور کشمیری زبان کو اپنی خوبصورت اور مترنم شاعری سے مالامال کر دیا اور شاعرِ کشمیر کہلائے۔ آپ نے کشمیری زبان میں قومی اور وطنی شاعری کے نئے دور کا آغاز کیا۔ مہجور کے بارے میں سلیم خان گمی لکھتے ہیں:

> مہجور مسلمان عوام کا شاعر ہے۔ وہ حب وطن کے لئے جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہوا۔ انسانوں سے پیار، آزادی فکر و عمل اور مناظر فطرت اس کی شاعری کے موضوعات ہیں۔ اس کی شاعری کی بنیاد موسیقی ہے اور جو بات بھی کہتا ہے، اس میں شیرینی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔(27)

غلام احمد مہجور کو اقبالؒ سے متعارف کروانے کا سہرا چوھدری خوشی محمد ناظر کے سر ہے۔ وہ محکمہ مال میں مہجور کے افسر تھے۔ 1921ء میں جب اقبالؒ کشمیر آئے تو مہجور سے بھی ملاقات ہوئی۔ علامہ اقبالؒ نے مہجور کو مشورہ دیا کہ بزم ادیبانِ کشمیر بنائیں تاکہ کشمیر کے شاعر، ادیب اور دیگر لکھنے والے مل بیٹھ کر روزمرہ کے مسائل پر تبادلہ خیال کرکے اہم محرکات سے متاثر ہو سکیں اور اپنے تخلیقی سلسلے واضح کریں۔ علامہ اقبالؒ کے ساتھ مہجور کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا اور بعد میں آپس میں باقاعدہ خط و کتابت ہوتی رہی۔ یوں مہجور، اقبالؒ کے خیالات اور دردِ وطن کے جذبات و محسوسات سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مہجور نے اپنی کئی نظموں میں علامہ اقبالؒ کی تقلید کی ہے۔ جب اقبال کی نظم "خطاب بہ نوجوانان مسلم" شائع ہوئی تو مہجور نے بھی اقبالؒ کی تقلید کی اور "خطاب بہ مسلم کشمیر" لکھی جو "اخبار کشمیر" میں 1924ء میں شائع ہوئی:

بتا اے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تو نے
تو ہے کس گلشن رنگیں کا برگ شاخ عریانی (28)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی طرح مہجور نے اپنی نظم "باغ نشاط کے گلو" بھی اقبالؒ کی پیامِ مشرق میں نظم "کشمیر" کی بحر پر لکھی۔ مہجور اقبالؒ کے فن اور شاعری کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی افکار اور انقلابی نظریات سے بھی بے حد متاثر تھے۔ علامہ اقبالؒ کے نقشِ قدم پر چل کر مہجور اپنی قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا چاہتے تھے۔

علامہ اقبالؒ مہجور کو ریاست میں علم وادب اور شعر و سخن کی ترقی کے لیے مفید مشورے دیا کرتے تھے۔ چناچہ مہجور نے 1922ء میں "تذکرہ شعرائے کشمیر" کے عنوان سے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ مہجور نے علامہ اقبالؒ سے اس تحقیقی معاملہ میں مدد مانگی۔ اس کا جواب آپؒ نے 12 مارچ 1922ء ان الفاظ میں دیا:

> مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ تذکرہ شعراء کشمیر لکھنے والے ہیں میں کئی سالوں اس کے لکھنے کی تحریک کر رہا ہوں مگر افسوس کسی نے ادھر توجہ نہ دی آپ کے ارادوں میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ (29)

کشمیر کے علمی وادبی خزینے مختلف حکمرانوں کے ادوار میں ضائع ہو گئے حتیٰ کہ موجودہ دور میں بھی خود کشمیری مسلمانوں سے بھی کئی ادبی ذخائر حالاتِ زمانہ کی وجہ سے ضائع ہوئے۔ علامہ اقبالؒ نے مہجور کو ہدایت کی کہ تعلیم یافتہ کشمیری اس ادب کو تلاش و حفاظت کریں۔ اس کے لیے مہجور ایک سوسائٹی بنائیں اور "تذکرہ شعرائے کشمیر" لکھتے وقت مولانا شبلی کی شعر العجم کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ مزید یہ کہ مہجور خود کشمیر کے فارسی شعراء کی تاریخ لکھیں۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ ایسی تصنیف بارآور ہو گی۔ جب کبھی کشمیر میں یونیورسٹی بن گئی تو فارسی زبان وادب میں اس کا کورس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

> میرا عقیدہ ہے کہ کشمیر کی قسمت کی عن قریب پلٹا کھانے والی ہے۔ (30)

مہجور ایک حب الوطن شاعر ہیں۔ انھوں نے 1947ء میں ڈوگروں کی سنگینیوں کے تلے کھڑے ہو کر "میرا دل پاکستان کے ساتھ ہے" کا نعرہ لگایا۔ جس کے نتیجہ میں انھیں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ کشمیر کی محبت سے سرشار مہجور اپنی نظم "ترانہ وطن" میں کہتے ہیں:

اندی اندی سفید سنگر دیوار سنگ مرمر
منز باگ سبز گوہر گلشن وطن چھُ سونوی

ترجمہ: (کشمیر کے) اردگرد برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ سنگِ مرمر کی دیواریں ہیں۔ اس کے درمیان ہمارا کشمیر سبز گوہر کی مانند ہے۔

کشمیر کا انقلابی شاعر اور جنگِ حریت کا مردِ توانا عبدالاحد آزاد، جس کی شخصیت سے علامہ اقبالؒ متاثر ہیں۔ آزاد کچلی ہوئی، روندی ہوئی، ٹھکرائی ہوئی انسانیت کا شاعر ہے۔ آزاد شاعرِ انقلاب ہے۔ سلیم خان گمی بیان کرتے ہیں:

> وہ مہجور کی طرح سیاسی انقلاب نہیں، عمرانی انقلاب چاہتا ہے۔ وہ مذہب وملت کے تصورات سے بلند ہو کر بات کرتا ہے۔ (31)

آزاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پر جوش وپر خروش ہوتے ہوئے جنوں کی حد کو چھو جاتا ہے اور وہاں حقیقت تصور میں بدل جاتی ہے پھر نا قابلِ عمل ہو جاتی ہے

:

تو نے ہی بخشا دردِ محبت تجھ سے ہی درماں پاوں تو پاوں
ڈھونڈے گی دنیا آزاد کو بھی سنگیت بن کر ہر لب پہ آوں

"تذکرہ شعرائے کشمیر" علامہ اقبالؒ نے مہجور کو تصنیف کرنے کے لیے کہا تھا۔ وہ مہجور کے ہمعصر اور شاگرد عبدالاحد آزاد نے تصنیف کی۔ یہ کتاب "کشمیری زبان اور شاعری" کے نام سے تین جلدوں میں آزاد کی موت کے بعد 1958ء میں کلچرل اکادمی نے شائع کی۔ (32) علامہ اقبالؒ کی طرح آزاد بھی انقلاب کے داعی ہیں۔ ان دونوں کی نظر کا محور و مرکز نوجوان ہیں۔ آزاد نوجوانوں کا دل "ہاں بڑھے چلو" کے نعرے سے بڑھاتے رہے۔ ساتھ ہی انھیں زندگی کی دشوار گزار راہوں کے خطرات اور مذہب کے اجارہ داروں کی خود غرضیوں سے بھی خبر دار کرتے رہے۔ (33) آزاد بہت بڑا وطن پرست اور کشمیر کا عاشق زار تھا۔ اس نے اپنے ہم وطنوں کو محبت، وحدت، یگانگت، باہمی آشتی واتحاد، پریم ولول کے ترانے سنائے۔ اہلِ مذہب کے اندھا دھند اور غرضمندانہ تعصب سے پردہ اٹھاتے رہے تا کہ اہلِ وطن اپنے اعلیٰ مقصد سے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بھٹک نہ جائیں۔وہ اڑتے بادلوں سے پگھلتی برف سے،جنگل کے درختوں سے،آبشاروں سے،گل وبلبل اور شمع پروانہ کی زبان سے،انسان کو انسانیت کے انقلاب،خودی،گرمجوشی،محبت،آتشی اور ملنساری کے عملِ پیہم اور آزادی کے سبق سناتے رہے۔آزاد کا کلام دقیق،پیامبرانہ مگر ذرا بے کیف سا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ریاست کے اہلِ دانش اور ادب نواز طبقوں میں مقبول ہوا۔

علامہ اقبالؒ کشمیر کے اور بھی بہت سے مشاہیر سے متاثر تھے مگر متذکرہ شخصیات نے اہلِ کشمیر کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے تھے۔اقبالؒ غیرت وحمیت پسند غنی کشمیری جیسے انسان کے ساتھ ساتھ شہاب الدین کے کردار و گفتار اور اعمال وافعال کے حوالے سے کشمیریوں کو درسِ حریت دیتے ہیں۔اقبالؒ چاہتے ہیں کہ اللہ رب العزت اس سرزمین پر پھر سے سلطان شہاب الدین غازی جیسا مردِ مجاہد بھیج دے جو کشمیریوں کی غلامی کی زنجیروں کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دے۔علامہؒ کے معاصر کشمیری ادیب و محقق محمد الدین فوق،جس کے فہم وادراک اور پختگی شعور سے اہلِ کشمیر اپنے تاریخی حقائق سے آگاہ ہوئے۔مہجور نے کشمیر میں قومی وملی شاعری کا آغاز کیا اور سنگینیوں کی چھاؤں میں بھی کلمہ گو رہا۔یہ مہجور کی کامیابی اور اہلِ ستم کی ناکامی تھی۔آزاد فطرت پسند ہے یا انقلاب پرست،وہ اپنے بیان وکلام میں شوخ اور عمیق ہوتا ہے۔علامہؒ کے نزدیک جس قوم میں ایسے بہادر ونڈر حکمران،اہلِ قلم اور دانشور ہوں،ایسی قوم کی محکومی و مظلومی کا دور عارضی ہوتا ہے۔ایسے ہی لوگ اقبالؒ کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے والے تھے اور تاریخِ کشمیر کے افق پر درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں۔علامہ اقبالؒ چاہتے ہیں کہ کشمیری قوم ان مشاہیر کے شعار کو اپنائیں تاکہ اس قوم چرب دست و تر دماغ کو دوبارہ آزادی وحکمرانی نصیب ہو۔

حوالہ جات

1-Abdul Ahad,Dr,Triumph&Tragedies,Srinagar,Kashmir: Gulshan Books,Residency Road,2012,P.172.

2- آئینہ ادب، آئینہ کشمیر، مرتب از محمد عبداللہ قریشی، چوک مینار، انار کلی،1966ء، ص1

3-ڈاکٹر صابر آفاقی، اقبال اور کشمیر، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور،1977ء، ص1

4- غلام نبی خیال، اقبال اور تحریکِ آزادی کشمیر، کشمیری رائیٹرز کانفرنس سرینگر، 1997ء، ص53

5- سلیم خان گمی، اقبال اور کشمیر، یونیورسل بکس، اردو بازار، لاہور،1977ء، ص121

6- عاصم محمود، اقبال کے ملی افکار، مکتبہ عالیہ، لاہور،1977ء، ص90

7- ڈاکٹر صابر آفاقی، اقبال اور کشمیر، ص34

8- سلیم خان گمی، اقبال اور کشمیر، ص113

9- کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، اقبال اکادمی پاکستان- ایوانِ اقبال، لاہور،1997ء، ص39

10- سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس، اردو بازار، لاہور، ص107

11- اقبال، جاوید نامہ، (طبع خاص)، اقبال اکادمی۔ پاکستان۔ لاہور،1986ء، ص187

12- آئینہ ادب، آئینہ کشمیر، مرتب از محمد عبداللہ قریشی، کشمیر کی فارسی شاعری، ص219

13- کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، ص60

14- Sufi -G.M.D.Kasheer ,vol.II,University Of the Punjab Lahore,1948,P.509.

15- سلیم خان گمی، اقبال اور کشمیر، ص142

16- اقبال، پیامِ مشرق، غنی کشمیری، شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ پبلشرز۔ لاہور، ص137

17- اقبال، پیامِ مشرق، الملکُ للہ، ص129

18- کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، ص69

19- محمد احمد اندرابی، مشاہیر کشمیر، شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجرانِ کتب، مدینہ چوک گاو کدل، سرینگر کشمیر، ریذیڈنسی روڈ سرینگر، کشمیر، 2013ء، ص175

20- جاوید اقبال، زندہ رود، حیاتِ اقبال کا تشکیلی دور، شیخ غلام علی پرنٹرز، لاہور، 1979ء، ص79

21- محمد دین فوق، مشاہیر کشمیر، ظفر برادرس تاجرانِ کتب ظفر منزل لاہور، 1930ء، ص306

22- بشیر احمد ڈار، انوارِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، 1967ء، ص65

23- کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، ص306

24- محمد احمد اندرابی، مشاہیر کشمیر، ص178

25- پریم ناتھ بزاز، تاریخِ جدوجہدِ آزادی کشمیر، مترجم عبدالحمید نظامی، ویری ناگ پبلشرز میرپور آزاد کشمیر، 1992ء، ص303

26- غلام نبی خیال، اقبال اور تحریکِ آزادی کشمیر، ص165

27- سلیم خان گمی، کشمیر ادب و ثقافت، یونیورسل بکس، اردو بازار، 1989ء ص56

28- غلام نبی خیال، اقبال اور تحریکِ آزادی کشمیر، ص169

29- سلیم خان گمی، اقبال اور کشمیر، ص148

30- غلام نبی خیال، اقبال اور تحریکِ آزادی کشمیر، ص166

31- سلیم خان گمی، کشمیر ادب و ثقافت، ص57

32- غلام نبی خیال، اقبال اور تحریکِ آزادی کشمیر، ص168

33- ڈاکٹر محمد یوسف بخاری (تالیف و ترتیب) کاشر شاعری۔ کلیم یوسف، فہیم یوسف، 54–اے میکلوڈ روڈ، لاہور، 1984ء، ص268

References:

- ڈاکٹر منزہ منور, وسیم ارشد, and محمد اکرام الحق. "**علامہ محمد اقبالؒ کا تصورِ خودی۔۔۔ تجزیاتی مطالعہ**." *Harf-o-Sukhan*, vol. 8, no. 2, 2024, pp. 144-150. https://www.harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1319.
- **Arshad, W., Maqsood, A., Zaidi, S. S., Haroon, M., Qadir, U. M., Sultana, U., Arshad, S., Haq, M. I. U., & Sanaullah, S. (2024).** Kalam-e-Iqbal: Current requirements and our priorities. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326267_Kalam_E_Iqbal_Current_Requirements_And_Our_Priorities
- **Javed, J. I., Munawer, M., Ahsan, S., Ali, M. S., Qadir, M. H., Raheed, M., Mumtaz, S., & Arshad, W. (2023).** Allama Iqbal and Maulana Abul Kalam Azad's thoughts and ideas about the existence and survival of the Islamic state: In the context of literary aspects. *PalArch's Journal of Archaeology of Egypt/Egyptology*, *20*(2), 1239-1250. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326781